کوئی تو راستہ بتائے!

مکیش امبانی کا شمار دنیا کے امیر ترین لوگوں میں کیا جاتا ہے۔ اس کی مجموعی دولت 117 بلین امریکی ڈالر ہے۔ یہ ہمارے ملک کی معیشت کا بیس فیصد کے قریب حصہ شمار ہوسکتا ہے۔ امبانی کے سب سے چھوٹے بیٹے آنند کی دو دن پہلے شادی رادھکا مرچنٹ نامی لڑکی سے ہوئی ہے۔ اس شادی پر مجموعی طور پر 120 ملین ڈالر کا خرچہ ہوا ہے۔ 1200 امیر ترین مہمانوں کی فہرست بھی حیران کن نظر آتی ہے۔ مہمانوں میں بل گیٹس، مارک زکر برگ، ایونکا ٹرمپ اور جیرالڈ کشنر شامل تھے۔ دنیا کی سب سے مہنگی امریکی گائیکہ ریحانہ بھی مہمانوں کی فہرست میں شامل تھی۔ دنیا کے ان امیر ترین لوگوں نے ہندوستانی یعنی مقامی لباس پہن رکھا تھا، ایونکا ٹرمپ نے سنہری ساڑھی زیب تن کی ہوئی تھی۔ ایک سو بیس ملین ڈالر کو پاکستانی روپے میں تبدیل کریں تو اس کی مالیت کا بخوبی اندازہ ہو جائے گا۔

جس تقریب میں دنیا کے طاقت ور اور امیر ترین مہمان شامل ہوں وہ بہرحال اخبارات اور الیکٹرانک اور سوشل میڈیا کی شاہ سرخی بن جاتی ہے۔ جن مختصر سے مہمانوں کے نام آپ کے سامنے رکھے ہیں، یہ مجموعی طور پر دنیا کی ایک چوتھائی دولت کے مالک ہیں اور یہ تمام لوگ ایک ہندوستانی تاجر کی نجی تقریب میں شریک ہوئے ہیں۔ بہرحال مجھے اس شاہانہ تقریب سے کیا لینا دینا۔ مگر یہ سوال ضرور اٹھتا ہے کہ ہندوستان میں دنیا کے تمام سرمایہ دار اور رئیس لوگ فخریہ آتے جاتے رہتے ہیں۔ امریکہ، برطانیہ، فرانس، سعودی عرب، یو اے ای اور دنیا کے دیگر ترقی یافتہ اور امیر ممالک کے حکمران ہندوستان کو اپنا دوسرا گھر تصور کرتے ہیں۔ حد تو یہ ہے کہ سعودی عرب کے کراؤن پرنس محمد بن سلمان ہندوستان میں ایک سو بلین ڈالر کی سرمایہ کاری کرنے میں مصروف ہے۔ یہی حال متحدہ عرب امارات کی شاہی فیملی کا ہے۔ وہ بھی ایک سو سے ڈیڑھ سو بلین ڈالر ہندوستان میں سرمایہ کاری کر رہا ہے۔ دنیا کا کوئی معتبر لیڈر ہمارے ملک میں آنے کے لئے ہرگز ہرگز تیار نہیں ہے۔ اپنے ملک سے شدید محبت ہے۔ میرے پاس ہر طرح کے مواقع موجود ہیں کہ کسی بھی مغربی ملک میں ہر درجہ آسانی سے منتقل ہوسکتا ہوں۔ مگر اپنے ملک کو چھوڑنے کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ اس مٹی کے عشق نے یہ فکر عطا کی ہے کہ پاکستان کے موجودہ حالات کو بغیر کسی تعصب کے دیکھ پاؤں۔ پوری دنیا میں حکومتیں اپنے شہریوں کی زندگیاں بہتری کے لئے ہر ممکنہ کوشش کرتی ہیں۔ مگر ہمارے ملک میں پورا ریاستی ڈھانچہ ایک مخصوص طبقے کے مفادات کے تحفظ میں مصروف ہے، ایک مقبول سیاسی پارٹی کو کچلنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس کے نتائج مضر ہوسکتے ہیں۔ ہمارے سرکاری ادارے حکمرانوں کے ہاتھوں میں کھلونا بن جاتے ہیں جو ہمارے ملک کے لئے پوری دنیا میں باعث بدنامی ہیں۔ اگر کوئی نادان آج یہ کہتا ہے کہ بین الاقوامی طاقتیں پاکستان جیسے ترقی پذیر ممالک میں مداخلت نہیں کرتے، اسے تسلیم نہیں کیا جاسکتا۔ بین الاقوامی طاقتیں اپنے مفادات کے لیے ہر حربہ بروئے کار لاتی ہیں اور لا رہی ہیں۔ نظام انصاف سے لے کر افسر شاہی تک تمام ریاستی ادارے اپنا اصل کام کرنے کی اہلیت کھو بیٹھے ہیں۔ سوال کرتا ہوں کہ کیا ہمارے ملک کا نظام انصاف واقعی عام شہری کو انصاف دینے میں کامیاب ہے؟ اس کا جواب ہر خاص و عام بخوبی جانتا ہے۔ صرف ایک سیاسی پارٹی کو دبانا درست حکمت عملی نہیں ہے۔ یہاں ایک بات سمجھنے کی اشد ضرورت ہے کہ عوام کی رائے وہ طاقت ہے جس سے ملک ترقی کی شاہراہ پر بھاگنا شروع ہوجاتا ہے۔ ہمسایہ ملک اس کی ایک بھرپور اور کامیاب مثال ہے۔ مشکل بات یہ ہے کہ ہم عوام کو کسی قسم کی اہمیت دینے کے قابل نہیں سمجھتے۔ آئین جیسی اہم ترین دستاویز کو عملی طور پر ختم کیا جاچکا ہے۔ الیکشن جیسا جمہوری عمل بھی ہمیشہ دھاندلی کے الزامات سے داغدار چلا آرہا ہے۔ الیکشن کمیشن پر پہلے بھی جانبداری کا الزام لگایا جاتا رہا اور اب بھی ایسا ہی منظرنامہ سامنے ہے۔ کیا یہ المیہ نہیں ہے کہ ایک امیدوار یہ کہے کہ اس کو فارم 45 کے حساب سے بتا دیا گیا کہ تم جیت گئے ہو۔ مگر اگلے دن فارم 47 کے مطابق وہ ہار گیا ہے۔ میں جس محفل میں گیا، شرکاء یہی کہتے رہے کہ مسلم لیگ ن، پیپلز پارٹی اور چند علاقائی جماعتوں کے جید رہنماؤں کو ووٹرز نے رد کردیا تھا، بڑے بڑے لیڈر اپنے آبائی حلقوں سے شکست خوردہ تھے لیکن فارم سینتالیس میں انہیں فتح یاب قرار دیا گیا۔ اگر یہ سچ اور حقائق ہیں تو پھر ووٹ کی اس سے زیادہ تذلیل نہیں ہوسکتی۔ میں کسی مخصوص سیاسی پارٹی کا نمائندہ نہیں ہوں مگر دلیل پر بات کرنا تحریر کا لازم جز گردانتا ہوں۔ لوگوں کے اندر غصہ، نفرت اور محرومی انتہا پر پہنچ چکی ہے، مقتدرہ کو تھوڑا سا اندازہ تو ہے مگر پورا احساس نہیں ہے۔ یہ کہنے میں کوئی عار نہیں کہ اب لوگوں کی نظر میں کوئی بھی قابل تکریم نہیں رہا اور یہ حد درجہ تشویش ناک بات ہے۔

الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا اپنے سطحی پن کی وجہ سے اپنی اثر پذیری کھو رہے ہیں۔ کرنٹ افیئر پروگرامز کا مواد سطحی نوعیت کا ہے، وہ اینکرز جن کے پروگرامز کا لوگ انتظار کیا کرتے تھے، وہ اپنی قدر اور اہمیت کھو رہے ہیں، ان کی سوچ و فکر نئی علمی و نظریاتی تبدیلیوں کا ادراک نہیں کر پا رہے ہیں، مگر اس کے برعکس سوشل میڈیا ایسی طاقت بن کر ابھرا ہے جو دیگر تمام ذرائع ابلاغ کو نگل چکا ہے۔ سوشل میڈیا عصر حاضر کا وہ جن ہے جس کی طاقت کے سامنے کوئی ادارہ اور کوئی حکومت کھڑی نہیں ہوسکتی۔ تحریک انصاف سے وابستہ دماغوں نے سوشل میڈیا کی اہمیت و افادیت کو بہت پہلے پہچانا، اس پر محنت کی اور اس جدید ہتھیار کو سیاست میں ایسی مہارت اور ذہانت سے استعمال کیا ہے کہ اس کے تمام سیاسی اور غیر سیاسی دشمن پہلے حیران ہوئے، پھر پریشان ہوئے اور اب خوفزدہ ہو کر دانتوں میں انگلیاں دبا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ مسلم لیگ ن سے تعلق رکھنے والے ایک سابق وزیراعظم نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ ان کی جماعت الیکشن نہیں جیتی۔ تہتر سال کی سیاسی زندگی میں اس بدقسمت ملک میں ہمیشہ فارم 47 ہی جیتتا رہا ہے۔ سیاسی راستے بند ہو رہے ہیں۔ کسی شخص، جماعت یا ادارے کے پاس ملک کے حالات بہتر کرنے کا کوئی فارمولا نہیں ہے، مجھے کوئی خاص منصوبہ بندی بھی نظر نہیں آرہی۔ ابھی نئی حکومت آئی نہیں ہے مگر پاکستانی کرنسی کی قدر تیزی سے کم ہونا شروع ہوگئی ہے۔ بین الاقوامی سرمایہ کار پہلے ہی پاکستان میں سرمایہ کاری کرنے پر تیار نہیں، امیر آدمی پاکستان سے اپنے سرمائے سمیت مجبوراً بھاگ رہا ہے، جو رہ گئے ہیں، وہ جانے کی تیاری میں ہیں۔ یعنی اب اس ملک میں صرف وہ بے دست و پا لوگ رہ گئے ہیں جو اس ملک سے باہر جانے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ ہمسایہ ملک میں ایک نجی شادی میں دنیا کے تمام طاقتور ترین لوگ اکٹھے ہو جاتے ہیں، ہمارے ملک میں کوئی پاؤں رکھنے کے لئے بھی تیار نہیں۔ ناامیدی گناہ ہے مگر اب اس قوم کے پاس اس کے سوا کوئی راستہ بھی تو نہیں رہا۔ اگر ہے تو ضرور بتایا جائے؟ شاید قوم کا بھلا ہو جائے۔